ایک نایاب مرثیہ کے چند بند

خلاق مضامین نواب مولانا سید مہدی حسین ماہر آجتہادی

(۱)

صد شکر کہ میں یوسف کنعان سخن ہوں
شاہنشہ اورنگ نشینان سخن ہوں
بخشندۂ تاج سر خاقان سخن ہوں
طغراکش پیشانیٔ فرقان سخن ہوں
روشن ہے سخن یوں رخ زیبا کی طرح سے
مضموں مرا عاشق ہے زلیخا کی طرح سے

(۲)

کیا اوج پہ زیبائش دربار سخن ہے
مشہورِ جہاں جلوۂ رخسار سخن ہے
ہر روز فزوں گرمی بازار سخن ہے
دل دے کے ہر اک شخص خریدار سخن ہے
مدحت سے زباں کوئی بشر تر نہیں کرتا
تحسیں کے گہر کون نچھاور نہیں کرتا

(۳)

بیعانہ میں جنت کا چمن دیتا ہے رضواں
حاضر زرانجم ہے پئے ماہ درخشاں
لایا ہے پئے نذر کوئی لعل بدخشاں
دیتے ہیں زر نقد سخن دعبل وسحباں
اصراف سخن یوں تو کریمانہ نہ ہوگا
اک صرف کا اس مول پہ بیعانہ نہ ہوگا

(۴)

اک نقطہ نہ دوں لاکھ اگر صرۂ زر دے
دامن بھی اگر گوہر نایاب سے بھر دے
گر پیر فلک ہدیے میں خورشید وقمر دے
اک بیت نہ دوں لاکھ بھی سونے کے جو گھر دے
قاروں کا ملے گنج تو پروا نہیں مجھ کو
اس طرح کا سودا کروں سودا نہیں مجھ کو

(۵)

تائید یہ دیتی ہے نداہم ہیں خریدار
اس جنس گرانمایہ کی قیمت تو کر اظہار
جز نقد ترا سیدھ ہے کس شے کا طلبگار
بشاش ہو مقبول ہوئے نظم گہربار
فرمان معافی کا ملا نار سقر سے
اور صاد بناعین عنایت کی نظر سے

(۶)

اس مژدۂ جاں بخش سے بالیدہ ہوا دل
ممدوح کے الطاف وعنایت ہوئے شامل
رتبہ وہ ہوا بندۂ ناچیز کو حاصل
تھا ذرۂ بے قدر نہ جس اوج کے قابل
کیا جلد کشادہ در امید ہوا ہے
ذرہ نظرِ مہر سے خورشید ہوا ہے

(۷)

بس طبع جواں جوش جوانی یہ کہاں تک
اڈے ہوئے دریا کی روانی یہ کہاں تک
بس شمع زباں چرب زبانی یہ کہاں تک
لکھ مرثیہ بس طول کہانی یہ کہاں تک
شبیرؑ کے مداحوں میں گو ہیچمداں ہوں
سمجھیں گے سخن فہم کہ بیشک ہمداں ہوں

(۸)

ہاں زور بیاں قوت گفتار کر اظہار
ہاں سیف قلم کھینچ دے اب نقشۂ پیکار
لو غلغلہ لشکر میں ہے غافل ہوئے ہشیار
جنگاہ میں ہے آمد عباسؑ علمدار
مضموں ہے رقم آمد سقائے حرم کا
تعظیم کو حرف اٹھتے ہیں سر خم ہے قلم کا

(۹)

پر، یاں پہ مرا ذہن رسا کرتا ہے تقریر
جنگاہ میں ہے داخلۂ بازوئے شبیرؑ
کچھ بند بہادر کے سراپا میں ہوں تحریر
حضّار کو دکھلا دے علمدار کی تصویر
ہاں اہل ہنر کو ہمدانی بھی دکھادے
یہ معرکہ ہے سیف زبانی بھی دکھادے

(۱۰)

ہاں خامہ رقم کر صفت قامتِ زیبا
ہے سرو فدا جس پہ خجل جس سے ہے طوبا
گلزار امامت کا ہے یہ نخل تمنا
زینت دہِ بستان علیؑ ہے قد رعنا
گویا الف قد ہے کہ ہم رکن ہیں دیں کے
پابوس میں چودہ طبق افلاک و زمیں کے

(۱۱)

عاجز ہیں صفت میں خردوذہن وطبیعت
صانع نے بنائی ہے عجب نور کی صورت
لاثانی و بے مثل ہے خلاق کی صنعت
صناع کی توحید کی مثبت ہے یہ قامت
مظہر ہے یہ قامت کہ قدیر ازلی ایک
واللہ خدا ایک ہے عباسؑ علیؑ ایک

(۱۲)

یہ رکن ہیں ایماں کے حق آگاہ ہیں قائل
جب تک نہ ولا ان کی ہو ایماں نہیں کامل
کلمہ نہیں کامل ہے یہ جب تک نہ ہوں شامل
توحید کا عرفاں بھی انہیں سے ہوا حاصل
یوں وصل ہیں یہ معرفت رب ہدا سے
جیسے الف اللہ کا ہے نام خدا سے

(۱۳)

یہ جسم کے سانچے میں ڈھلا جسم منور
باطن کے سب احوال نظر آتے ہیں باہر
دل آئینہ ہے اور وفا اس کا ہے جوہر
مخفی نہیں کچھ دل میں بجز الفت سرورؑ
یہ دل سے فدائے جگر مرتضوی ہے
فانوس بدن حافظ شمع نبوی ہے

(۱۴)

پیشانی پہ سجدے کا نشاں نور فشاں ہے
مہتاب کے ہالہ میں ستارا یہ عیاں ہے
اک برج میں ثابت مہ واختر کا قراں ہے
ہے عرش جبیں قطب یہ سجدے کا نشاں ہے
سکان فلک طوف کریں گر تو روا ہے
دل کعبہ ہے، رخ قبلہ ہے، یہ قبلہ نما ہے

(۱۵۵)

پیچیدہ عمامے کی مدیحت میں ہے گفتار
سر پر ہے یہ ابر کرم حضرت قہار
تارنگہ مہر ہے دستار کا ہر تار
فیض رخ گلگوں سے گلابی ہے جو دستار
رنگ رخ مہتاب اسی وجہ سے فق ہے
جبہہ سحر عید ہے یہ رنگ شفق ہے

(۱۵۶)

یاد آئی سکینہؑ کی تو دل غم سے بھر آیا
پانی کے عوض اشکوں کا سیلاب بہایا
اکبرؑ کو اشارے سے قریب اپنے بلایا
چپکے سے یہ پیغام بھتیجے کو سنایا
اب یاں سے جو پھر خیمے میں تم جائیو بیٹا
پیاری کو مری سینے سے لپٹائیو بیٹا

(۱۵۷)

پوچھے جو مجھے کیجئے گا آپ بہانا
تم سامنے اس کے کبھی آنسو نہ بہانا
دھوکے سے نہ کہنا ہوئے جنت کو روانا
ناداں کو خبر مرگ کی ہرگز نہ سنانا
ایسا نہ ہو دنیا سے گذر جائے سکینہؑ
سنکر خبر موت نہ مرجائے سکینہؑ

(۱۵۸)

گو تم کو ہے خود پیاری سکینہؑ سے محبت
بیٹا اسے تکلیف نہ پہونچے کسی صورت
عباسؑ کی تقریر پہ کہتی تھی یہ قسمت
باقی ہے اٹھانی اسے سیلی کی اذیت
جب باپ کے سایہ سے جدا ہوگی سکینہؑ
زندان میں محبوسِ بلا ہوگی سکینہؑ

(۱۵۹)

فرمایا بھتیجے سے یہ پھر اشک بہا کر
بیٹا یہ وصیت ہے مری تم سے مکرر
باقی نہیں حضرت کا کوئی مونس و یاور
تم ساتھ سے شہ کے نہ جدا ہوئیو دم بھر
ہرحال میں حضرت کی خبر لیجیو بیٹا
تلواروں میں تم سینہ سپر کیجیو بیٹا

(۱۶۰)

یہ کہتے تھے جو موت کی آمد ہوئی ظاہر
چپکے سے کہا شہ سے خدا حافظ وناصر
اب منزل مقصود کو جاتا ہے مسافر
بس سرد نفس کھینچتے ہی ہوگئے آخر
رکھا تھا جو سرزانوئے سلطان امم پر
منکا جو ڈھلا آگیا حضرت کے قدم پر

(۱۶۱)

حضرت نے برادر کا یہ احوال جو دیکھا
منہ رکھ کے کہا منھ پہ سفر کرگئے بھیا
ہم کو نہ لیا ساتھ گئے آپ ہی تنہا
بھیا تمہیں رونا مری قسمت میں تھا لکھا
کچھ ہم سے وصیت بھی نہ کی مرگئے بھائی
پردیس میں بھائی سے دغا کرگئے بھائی

(۱۶۲)

ہے ہے مرے عاشق مرے شیدا مرے غمخوار
ہے ہے مرے غازی مرے صفدر مرے جرار
ہے ہے مرے ساونت، جری شیر علمدار
ہے ہے مرے نوخیز جواں یار وفادار
تم مرگئے اب کس کو سناؤں خبر اپنی
دکھلاؤں کسے آہ شکستہ کمر اپنی

(۱۶۳)

بھیا نہیں شبیرؑ کا اب کوئی ہوا خواہ
مسدود ہوئی چارہ وتدبیر کی بھی راہ
تنہا ہوں ہزاروں میں میان صف جنگاہ
اب سینہ سپر ہوتے نہیں کیا ہوئی وہ چاہ
بڑھتے چلے آتے ہیں ہٹاؤ انہیں بھیا
ہاں کھینچ کے تلوار بھگاؤ انہیں بھیا

(۱۶۴)

کھینچے ہوئے تلواریں بڑھے آتے ہیں اظلم
ہر سمت سے اب تیر چلے آتے ہیں پیہم
اب ان کو ہٹائیں کہ کریں آپ کا ماتم
کچھ بیکس وتنہا کو بن آتی نہیں اس دم
مجھ بیکس و دلگیر کو بس چھوڑ گئے تم
عباسؑ برادر کی کمر توڑ گئے تم

(۱۶۵)

کس طرح سے خیمے کی طرف جائے یہ مضطر
اک گام کا چلنا بھی ہے منزل کے برابر
جس بھائی سے چھٹ جائے بھلا تم سا برادر
اس بے کس و بے یار کا جینا نہیں بہتر
کیا دہر میں جینے کا بھلا اس کو مزا ہو
جس کا کہ جواں شیر ابھی تم سا جدا ہو

(۱۶۶)

اب خیمے میں لیکر علم ومشک میں جاؤں
زینبؑ کو یہ روداد میں کس طرح سناؤں
کیونکر میں سکینہؑ سے یہ احوال چھپاؤں
اب لاش پہ میں خون دل زار بہاؤں
بے تیرے قدم رن سے بڑھایا نہیں جاتا
شبیرؑ سے اب خیمہ میں جایا نہیں جاتا

(۱۶۷)

بس خامہ دل چاک ذرا اپنی زباں تھام
سر پیٹتے ہیں شیعہ یہ مجلس میں ہے کہرام
اے ماہرؔ نالاں یہ تضرع کا ہے ہنگام
خالق سے یہ کر عرض کہ اے رب ذوالاکرام
جو کچھ کہ مقاصد ہیں وہ بر لا مرے مولا
روضہ پہ شہ پاک کے پہونچا مرے مولا

(۱۶۸)

کر عرض یہ شیعوں سے بصد عجز وسماجت
آمیں کہیں سب مانگوں دعا جب میں بہ رقت
ممدوح کے صدقے میں وہ ہو مجھ پہ عنایت
دکھلا دے خدا جلد مجھے روضۂ حضرت
پہونچوں تو رواق شہ ابرار کو دیکھوں
پھر روضۂ عباسؑ علمدار کو دیکھوں

نوٹ: ذخیرۂ مراثی جناب سید ظہیر حسین (بہوہ) سے یہ مرثیہ ملا لیکن افسوس ہے کہ ابتدا کے چند بند اور آخر کے کچھ بند مل سکے بیچ کا حصہ جلد سے غائب ہے۔ (اسیفؔ جائسی)

نقشہ ترک سحر و افطار صوم ۱۴۳۰ھ/ اگست و ستمبر ۲۰۰۹ء بافق لکھنؤ

مصدقۂ قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ، امام جمعہ مسجد آصفی لکھنؤ

دن	رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ	اگست	ترک سحر		وقت اذان فجر		وقت افطار	
			منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
اتوار	۱	23	6	4 :	21	4 :	48	6 :
پیر	۲	24	7	4 :	22	4 :	47	6 :
منگل	۳	25	7	4 :	22	4 :	46	6 :
بدھ	۴	26	8	4 :	23	4 :	45	6 :
جمعرات	۵	27	9	4 :	24	4 :	44	6 :
جمعہ	۶	28	9	4 :	24	4 :	43	6 :
ہفتہ	۷	29	10	4 :	25	4 :	42	6 :
اتوار	۸	30	11	4 :	26	4 :	41	6 :
پیر	۹	31	11	4 :	26	4 :	40	6 :
منگل	۱۰	1 ستمبر	12	4 :	27	4 :	39	6 :
بدھ	۱۱	2	12	4 :	27	4 :	38	6 :
جمعرات	۱۲	3	13	4 :	28	4 :	37	6 :
جمعہ	۱۳	4	14	4 :	29	4 :	36	6 :
ہفتہ	۱۴	5	14	4 :	29	4 :	35	6 :
اتوار	[illegible]	6	15	4 :	30	4 :	34	6 :
پیر	۱۶	7	15	4 :	30	4 :	32	6 :
منگل	۱۷	8	16	4 :	31	4 :	31	6 :
بدھ	۱۸	9	16	4 :	31	4 :	30	6 :
جمعرات	۱۹	10	17	4 :	32	4 :	39	6 :
جمعہ	۲۰	11	18	4 :	33	4 :	28	6 :
ہفتہ	[illegible]	12	19	4 :	34	4 :	27	6 :
اتوار	۲۲	13	19	4 :	34	4 :	26	6 :
پیر	[illegible]	14	20	4 :	35	4 :	25	6 :
منگل	۲۴	15	20	4 :	35	4 :	24	6 :
بدھ	۲۵	16	21	4 :	36	4 :	22	6 :
جمعرات	۲۶	17	21	4 :	36	4 :	21	6 :
جمعہ	۲۷	18	22	4 :	37	4 :	20	6 :
ہفتہ	۲۸	19	22	4 :	37	4 :	19	6 :
اتوار	۲۹	20	23	4 :	38	4 :	18	6 :
پیر	۳۰	21	23	4 :	38	4 :	17	6 :

لکھنؤ کے بعد		لکھنؤ سے پہلے	
شہر	منٹ	شہر	منٹ
احمد آباد	۳۲	الہ آباد	۵
آگرہ	۱۲	اعظم گڈھ	۹
اندور	۲۱	ایودھیا	۵
اناؤ	۲	بارہ بنکی	۲
بدایوں	۸	بستی	۸
بریلی	۶	بنارس	۸
ممبئی	۲۳	بلیا	۱۲
بینگلور	۱۷	بہرائچ	۴
بھوپال	۱۴	باندہ	۶
پیلی بھیت	۵	بھاگلپور	۱۹
جھانسی	۱۰	پٹنہ	۱۸
حیدرآباد	۱۰	پرتاپ گڈھ	۵
دہلی	۱۵	پرنیا	۲۷
دہرادون	۱۲	جونپور	۸
رام پور	۸	دربھنگہ	۲۰
سری نگر	۲۱	رانچی	۱۸
سہارنپور	۱۴	چھپرہ	۱۶
سیتاپور	۴	رائے بریلی	۴
شاہجہانپور	۴	سیوان	۱۴
علی گڈھ	۱۲	چوبیس پرگنہ	۳۰
فتح پور	۳	غازی پور	۱۱
کان پور	۳	فیض آباد	۵
گوالیر	۱۲	کولکاتا	۳۱
مدراس	۳	کھیری	۱
مرادآباد	۹	گونڈا	۴
میرٹھ	۱۳	گورکھپور	۱۰
مظفرنگر	۱۲	مئو	۱۱
ناگپور	۱۶	مونگیر	۱۲
نینی تال	۶	مرزاپور	۷
ہردوئی	۴	مظفرپور	۱۹